

إلقام الحجر لمن زكى ساب أبي بكر و عمر رضي الله عنهما

تصنیفِ لطیف

امام الاجل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ بنام

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دشمن کے سر پر پتھر

مترجم

حضور فیض ملت مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اما بعد ! جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور اُن میں ہمارے نبی ﷺ انبیاء کے سردار ہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور اُن میں شیخین کریمین یعنی ابو بکر و عمر سب کے سردار ہیں۔

ان میں سے ہر ایک کی تعظیم و تکریم فرض عین ہے۔ ان کا جب بھی ذکر کیا جائے خیر ہی سے کیا جائے۔ ان پر سب و شتم کرنا اور ان میں سے کسی ایک سے ادنیٰ بغض و عداوت بھی ایمان سے محرومی کا سبب ہے۔ اس لئے کہ تمام صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند حاصل ہے اور نبی پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق "تمام صحابہ آسمانِ ہدایت کے چمکتے ستارے ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کی جائے، اقتداء کی جائے، وہ راہِ ہدایت پا جائے گا۔" اور حضور صلی اللہ ہم نے فرمایا: """لا تسبوا اصحابي"""

افسوس! فی زمانہ صحابہ کرام علیہم الرضوان خصوصاً شیخین کریمین کے بارے میں بڑی بیباکی سا تھ سب و شتم، گستاخیوں، بے ادبیوں کا سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری ہے جس کی روک تھام کے لئے علمائے کرام، مفتیان کرام، مشائخ عظام کی طرف سے مختلف قسم کے بیانات، سیمینارز منعقد ہوتے رہتے ہیں اور کئی کتب ورسائل اور مقالہ جات بھی منظر عام لائے گئے۔

امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "إلقام الحجر لمن زكى ساب أبي بكر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما" ترجمہ بنام "ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دشمن کے سر پر پتھر" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا ترجمہ فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے اور تحقیق و تخریج ہمارے ادارہ کے متخصص فی الفقہ الاسلامی مولانا محمد اسامہ قادری نعیمی نے کی ہے۔

ادارہ اسے اپنی اشاعت نمبر 332 پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا ﷺ کے طفیل مصنف، مترجم اور جملہ معاونین و اشاعت کاران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی و علمی خدمات میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

آمین

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

امابعد!

فقیر ۱۴۱۰ھ میں حضور غوث اعظم کے حضور حاضر ہوا اپنی رہائش گاہ "فندق البيضاء" سے درگاہ غوثیہ میں حاضری کے لئے جارہا تھا بازار میں رسالہ إلقام الحجر لمن زكى ساب أبي بكر و عمر رضى الله عنهما . تصنیف امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتب خانے میں پڑا نظر آیا اسے خرید لیا اس ارادہ پر کہ اس کا ترجمہ مع اضافات لکھ کر اہل اسلام کی دعائیں حاصل کرونگا۔ آج الحمد للّٰہ اس کا ترجمہ مع اضافات ہدیہ ناظرین کی سعادت حاصل کر رہا ہوں مصنف کے پروگرام کے مطابق فقیر اس رسالہ کا نام ''ابوبکر و عمر کے دشمن کے سر پر پتھر'' رکھتا ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِينَ وَبَارَكَ وَسَلَّم

مدینے کا بھکاری
الفقير القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرله
بہاولپور پاکستان ۵ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَمَّا بَعْدُ ،

امابعد، حمد الله، والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله وصحبه وبعد

سببِ تالیف

میں نے بعض اہلِ بدعت سے سنا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینے والے کی گواہی قابل قبول ہے۔ مجھے اس کی یہ بات سخت ناگوار گزری اور میں نے ایسے عقیدہ سے اُسے روکا لیکن نہ مانا تو میں نے یہ رسالہ لکھا تا کہ اہلِ اسلام کو ہدایت ملے (یعنی اہلِ اسلام کو فائدہ اور دین کو قوت نصیب ہو)۔ اس میں، میں (سیوطی) نے آئمہ معتبرین کے اقوال نقل کئے اور وہ اعتراضات ترک کر دیئے جو شیخین پر وارد ہوتے ہیں میں نے اسے تین فصول پر مرتب کیا۔

☆۔۔۔ فصل اول: شیخین کی فضائل

☆۔۔۔ فصل دوم: انہیں گالی دینا گناہ کبیرہ اس میں اسلاف واخلاف میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔

☆۔۔۔ فصل سوم: شیخین کریمین کو گالی دینے والے کے متعلق ہمارے آئمہ کے فتاویٰ مختلف ہیں بعض نے کافر کہا بعض نے فاسق ۔

فصل اول (1)

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ. (التوبة: 40/9)

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

مفسرین نے فرمایا: وہ شخصیت کہ جن پر نزول سکینہ ہوا، وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ہمیشہ نزول سکینہ رہا۔(2)

---

(1) **شیخین کریمین کے فضائل** :۔ اس باب میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی آیات میں صرف جو آیات فضائل سیدنا صدیق اکبر رضي اللہ عنہ میں نقل فرمائی ہیں فقیر انھیں مع تفسیر و تشریح عرض کرتا ہے تاکہ فضائل و مناقب صدیقی کے متلاشیوں کے مطالعہ میں اضافہ ہو اور فقیر کے لیے موجب نجات اور عوام کے لیے راہ ہدایت ہو۔

(2) **تفسیر**:۔ اس آیت کریمہ میں ''لِصَاحِبِهِ'' کا جملہ نہایت ہی قابل غور ہے اس لیے یوں تو ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ فیض رساں سے فیض پانے والے تمام صحابہ کرام ہیں یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا تو صحابہ کرام کی تعداد کم و بیش سوا لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ یہ تمام کے تمام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پکے غلام اور آپ کے اشارے پر مر مٹنے والے تھے لیکن قرآن کریم نے بطورِ خاص کسی کو صحابی نہ کہا۔ اگر صحابہ کرام میں سے کسی کو بطورِ خاص صحابی کہا گیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے یعنی آپ کی صحابیت نص قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے۔ اس لئے آپ کی صحابیت کا انکار کرنیوالا باجماعِ امت کافر و مرتد ہے۔ (اس کی تفصیل آئے گی۔)

مفسرین کرام: حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصف بایں طور پر بیان فرمایا ہے کہ آپ صاحب رسول ہیں اللہ تعالیٰ کا آپ کو صاحب رسول (لصاحبہ) فرمانا آپ کی کمال فضیلت پر دلالت کرتا ہے ۔

امام فخر الدین رازی امام حسین بن فضیل البجلی کا قول نقل کرتے ہیں کہ

قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ فُضَيْلِ الْبَجَلِي مَنْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَافِرًا. لِأَنَّ الْأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ (إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ) هُوَ أَبُو بَكْرٍ

(التفسير الكبير، سورة التوبة، تحت الآية: 40، 4/51)

یعنی، حضرت حسین بن فضیل بجلی نے فرمایا: جس نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا کافر ہو گیا کیونکہ اُمت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آیت کریمہ میں (إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ) سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔''

چونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربت و معیت کی کیفیت بھی ایک خاص نوعیت کی تھی جسے الفاظ میں بیان کرنا صرف مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے یہ قرآن مجید فرقان حمید کا اعجاز ہی تو ہے کہ جس نے دو لفظوں میں قرب و معیت کی ساری حدوں کو ذات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں سمو دیا ہے اور اس انداز سے بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی محال ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ''جب غار میں دو تھے ان میں سے ہر ایک دو میں سے دوسرا تھا'' جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیکھو تو دوسرے سے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت سے دیکھو تو دوسرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جب غار میں موجود دونوں ہستیوں میں ایک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو لا محالہ '' ثَانِيَ اثْنَيْنِ'' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ یوں اگر کہا جاتا ہے غار میں دو تھے دونوں میں سے ایک ابو بکر تھے۔ ظاہری معنی تو وہی تھا لیکن اس سے بات وہ نہ بنتی جو '' ثَانِيَ اثْنَيْنِ'' سے بنی۔ اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیان قرب کے لئے وہی انداز اپنایا ہے جو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی بارگاہ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اپنایا ہے جیسے ایک مقام پر فرمایا ہے ''اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ لوگ انہیں راضی کریں'' اس آیت کریمہ میں دو ذاتوں کا ذکر ہے ایک اللہ تعالیٰ دوسرے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیکن آیت کریمہ میں دونوں ذاتوں کی طرف "أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ" فرما کر ضمیر واحد لوٹائی جا رہی ہے حالانکہ نحوی قواعد کا تقاضا ہے کہ یہاں ضمیر واحد کے بجائے تثنیہ ہونی چاہیے کیونکہ دو ذاتوں کی طرف ضمیر واحد راجع نہیں ہو سکتی۔ اسکے باوجود اس آیت میں دو ذاتوں کی طرف ضمیر واحد کا لوٹایا جانا اس بات کا متقاضی ہے کہ اگرچہ ذاتیں دو ہیں لیکن بات ایک ہے۔ رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضائے خدا ایک ہی چیز کا نام ہے تو جس طرح "ہ" ضمیر واحد بارگاہ خداوندی میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس انتہائی قرب و معیت کو بیان کر رہی ہے جہاں دوئی کا تصور ہی مٹ جاتا ہے یوں ہی '' ثَانِيَ اثْنَيْنِ ''

نے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اس قرب ومعیت کو بیان کر کے دوئی کے تصور کو ختم کر دیا ہے۔اس پر کمال یہ کہ قرآن کریم کی زبان میں یہ فرمانا'' غم نہ کر اللہ رب العزت ہمارے ساتھ ہے'' بڑا معنی خیز جملہ ہے۔محب ومحبوب کے درمیان محبت اور قرب ومعیت کی بنیاد اللہ کی رضا پر مبنی ہے۔لہذا غم نہ کر تائید و نصرت ایزدی ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہے اور اے ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) خوش ہو جا کہ ہم دونوں میں قرب ومعیت تو ہے ہی لیکن ایک تیسری ذات بھی لحمہ بہ لحمہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں ہر وقت اس کی معیت حاصل ہے اور وہ ذات ہے رب قدوس کی جب وہ اس کی ذات ہمارے ساتھ ہے تو غم کس بات کا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا "اے ابو بکر! اس محب ومحبوب کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ یہ دونوں جہاں بھی ہوں ان کے ساتھ تیسری ذات اللہ تعالٰی کی ہمہ وقت ان کیساتھ ہوتی ہے یعنی تائید ایزدی اور نصرت الٰہی ان کے شامل حال رہتی ہے۔''

تفسیر مظھری:۔اس آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں'' یہ ایسی معیت ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی معیت کو جہاں اپنے لئے ثابت رکھا وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بلا تفاوت اس معیت کو ثابت رکھا اور یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر روشن دلیل ہے۔جس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے در حقیقت اس آیت کریمہ کا انکار کر دیا۔''

(تفسیر المظھری، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 4، 20/189)

چونکہ قرآن نے آپکو " ثانی اثنین '' کہا تو یہ بے موقع وبے محل نہ کہا۔واقعی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ثانی تھے کہ جب تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا اور لوگوں کو دین اسلام کی نصرت وحمایت کی طرف بلایا تو سب سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہنے والے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے (آپ کے اسلام لانے کا واقعہ فقیر عرض کر چکا ہے) پھر سفر ہو یا حضر، امن ہو یا جنگ، محب ومحبوب پہ ہمیشہ " ثَانِيَ اثْنَيْنِ '' کا ہی جلوہ نظر آرہا ہے۔کل قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے پھر ان کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھیں گے۔''ثانی اثنین'' کے جلوے حوض کوثر سے ہوتے ہوئے دار الخلد میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ غار میں بھی میرے ساتھی ہیں اور حوض کوثر پر بھی آپ میرے ساتھ ہی ہوں گے۔''(روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 40، 9۔10/10/403۔404)

اس دائمی قرب ومعیت کی بنیاد غیر متزلزل اور دائمی عشق ومحبت پر ہے۔عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سینے میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔محبوب کے قدموں پر جان قربان کر دینے کو آپ زندگی کی معراج سمجھتے تھے۔ہجرت کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرنا تلواروں کے سائے میں سفر کرنے کے مترادف تھا لیکن آپ ہیں کہ اپنی ذات کی پرواہ کیے بغیر شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے آگے بڑھے چلے جارہے ہیں۔

چنانچہ صاحب تفسیر روح المعانی امام بیہقی وابن عساکر کے حوالے سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ دوران سفر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آجاتے ہیں، کبھی پیچھے چلے جاتے ہیں، کبھی دائیں طرف ہو جاتے اور کبھی بائیں طرف۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تیری یہ چال کیسی ہے؟ یہ چلنے کے انداز کیسے ہیں؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں کمین گاہوں میں گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو تو دوڑ کر آپ کے آگے چلا جاتا ہوں، پھر خیال آتا ہے دشمن آپکی تلاش وجستجو میں پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو دوڑ کر پیچھے آجاتا ہوں، اس خیال سے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلا جاتا ہوں۔آپکی ذات کے حوالے سے دشمن کی طرف سے میں بہت فکر مند ہوں۔''

(روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 9، 40۔10/10/404)

آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں پروانہ وار گھومنے پھرنے سے مقصود یہ ہے کہ دشمن جس طرف سے بھی حملہ آور ہو ڈھال بن کر دشمن کے وار کو اپنے سینہ پر روک لوں اور میرے ہوتے ہوئے آپکو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔وادی عشق ومحبت سے گزرتے ہوئے بعض اوقات ایسے کٹھن راہ گزر آجاتے ہیں جہاں محبوب کی سلامتی وبقا کی ضمانت فقط محب کی جان کی قربانی میں ہوتی ہے۔اس وقت دعوی عشق ومحبت میں کھرے کھوٹے کی پہچان ہو جاتی ہے۔اگر محب اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر محبوب کے حضور پیش کر دے تو جان لو ایسا آدمی واقعی دعوی محبت میں سچا اور آزمائش کی گھڑی میں کامیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے زندہ وجاوید ہو گیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ مقام رکھتے ہیں کہ اولین وآخرین میں کوئی بھی اس مقام تک نہ پہنچ سکا۔یہ صرف زبانی دعوی ہی نہیں بلکہ اس بات پر خود محبوب دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مہر تصدیق ثبت ہے۔چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ خود شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم نے پروانہ شمع مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حسان: کیا آپ نے میرے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی اشعار کہے ہیں۔عرض کی ہاں آقا! آپ نے فرمایا ذرا کہو میں بھی تو سنوں۔

چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ طَافَ الْعَدُ بِهِ إِذْ صَاعِدُنِ الْجَبَلَا

وَكَانَ حُبُّ رَسُولِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلًا

ترجمہ: دو جان سے جب وہ دونوں بلند غار میں تھے اور دشمن ان پر گزرے جب وہ پہاڑ پر چڑھے اور وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں بے شک لوگوں نے جان لیا کہ مخلوق میں ان کے برابر کوئی شخص نہیں۔

یہ شعر سن کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا: صدقت یا حسان ھو لما قلت'' اے حسان! تو نے سچ کہا تو نے جو تعریف انکی کی ہے وہ واقعی حقیقت پر مبنی ہے''(روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 40، 9۔10/10/404)

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى (17) الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى (18) وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى (19) إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى (20) وَلَسَوْفَ يَرْضَى (21) (الليل: 21،92/17)

ترجمہ کنزالایمان: اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

مفسرین کرام نے فرمایا یہ آیہ کریمہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔(3)

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا، فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا (أخرجه البخاري ومسلم)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار (ثور) میں تھا کہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو (مشرک) لوگوں کے پاؤں دیکھے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنی نظر نیچے کی تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! خاموش رہ ہم دو آدمی ایسے ہیں جن کے ساتھ تیسرا (ساتھی) اللہ ہے۔

وعن عَمْرِو بْنَ العَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَقُلْتُ يا رسول الله! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ: عَائِشَةُ، فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ، فَقَالَ أَبُوهَا، قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخطاب. (أخرجاه)(4)

یعنی، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ فرمایا "عائشہ سے" میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا اس کے والد (یعنی ابو بکر) سے "میں نے عرض کیا پھر کس سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

عن أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ، فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ، فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي، وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا،

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری محبت میں واقعی وہ اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے چونکہ قرب و معیت کی بنیاد عقیدت و محبت پر ہوتی ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی انتہائی محبت پر مہر تصدیق ثبت فرمادی تو ثابت ہو گیا کہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو قرب و معیت آپ کو نصیب ہوئی کسی دوسرے کے حصے میں نہ آئی۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قربت و معیت تو آج بھی گنبد خضری میں نظر آرہی ہے جو تاقیامت عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عشق رسالت کی دعوت دیتی رہے گی۔

اس قربت و معیت پر لاکھوں کروڑوں سلام

(4) صحيح البخاری كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي: ولو كنت متخذاً خليلاً، برقم: 3662، 453-452/2

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم باب من فضائل أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم 1856/2384،4

فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ، فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ، قَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُو مِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ. (أخرجاه)(5)

وفي رواية لهما: وَمَا ثَمَّ أبو بكر وعمر (رضى الله تعالى عنهما)(6)

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا چرواہے نے اس بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا تو بھیڑیے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا درندوں کے دن بکری کا کون محافظ ہو گا؟ جس دن کہ میرے سوا بکری چرانے والا کوئی نظر نہ آئے گا اور ایک شخص بیل کو ہانکے جارہا تھا کہ اس پر سوار ہو گیا تو بیل نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا مجھے اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ تم مجھ پر سواری کرو بلکہ میں کاشت کاری کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے یہ واقعہ سن کر کہا سبحان اللہ! تو رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر، عمر اس پر ایمان لائے۔

ان دونوں کی روایت میں ہے: یہ دونوں حضرات وہاں موجود نہ تھے یعنی یہ دونوں مجلس میں نہیں تھے پس آپ نے ان دونوں کے ایمان کی گواہی دی کیونکہ آپ علیہ السلام کو ان دونوں حضرات کے کمال ایمان کا علم تھا۔

وعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أَحَدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ 7) وقال: هذا حديث حسن صحيح 8)

یعنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہم اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہ حرکت کرنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد ٹھہر جا بے شک تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔(9)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ، ثُمَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أخرجه البخاري.(10)

---

(5) صحيح البخاری كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي: ولو كنت متخذاً خليلاً، برقم: 3663، 453/2

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم باب من فضائل أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم 4، 1857/2388۔1858

(6) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص إلخ، برقم: 3690، 460/2

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: 4، 1858/2388

7) صحيح البخاري كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي: ولو كنت متخذاً خليلاً، برقم: 3675، 456/2

(8) سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان رضى الله عنه، برقم: 3697، 462/4

(8) سبحان اللہ اس حدیث مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کا علم "ما فی الغد" کل کیا ہوگا کا واضح ثبوت موجود ہے کہ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر قبل از وقت بتادی۔

(10) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب فضل أبي بكر بعد النبي، برقم: 36552، 451/2

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری) زمانہ میں لوگوں (صحابہ کرام) کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے ہم سب سے افضل ابو بکر کو مانتے تھے پھر عمر پھر عثمان کو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

امام طبرانی کی روایت میں مزید یہ ھے کہ:

فَعَلِمَ بِذَلِكَ النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم ولا ينكره 11) وقال الهيثمي في مجمع الزوائد

رواه الطبراني في الأوسط" و"الكبير 12)

یعنی، ہم یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں لاتے اور آپ نے اس کا انکار نہ فرمایا۔ 13)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ الرواه الترمذي وحسنه 14)

یعنی: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد دو افراد یعنی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کرنا۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ: فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ: فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.
رواه الترمذي وحسنه 15)

یعنی: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمانوں اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں، پس میرے آسمانوں میں وزیر حضرت جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمین میں ابو بکر و عمر ہیں۔ 16)

---

(10) المعجم الاوسط، باب من اسمه محمد، برقم: 6، 8702/ 285

(11) مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب فيما ورد من الفضل لابي بكر وعمر إلخ، برقم: 14385، 9/ 28

(13) شرح:۔ اس پر اہلسنت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلکہ "افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق یعنی سیدنا ابی بکر صدیق" جملہ انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

(14) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب فى مناقب أبي بكر وعمر رضى الله عنهما كليهما، برقم: 4، 3662/447

(15) سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: ، 3680، 4/ 454۔ 455

(16) اس حدیث میں جہاں شیخین کریمین کی فضیلت کا پتہ چلا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت آسمانوں اور زمینوں میں ہے سچ فرمایا مفتی احمد یار خان نعیمی نے کہ

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا — دو جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

(مراۃ المناجیح، کتاب الجہاد، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب: 5، 615)

وعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ. رواه الترمذي وحسنه17)

یعنی: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے فرمایا یہ دونوں انبیاء والمرسلین کے علاوہ اولین و آخرین میں سے تمام بوڑھے جنتیوں کے سردار ہیں۔

عن سعيد بن زيد رضي الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ الحديث رواه أصحاب السنن الأربعة وقال الترمذی حسن صحيح18)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ابو بکر جنت میں ہیں عمر جنت میں ہیں (رضی اللہ عنہا)۔امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ وَأَنْعَمَا. رواه الترمذي وحسنه19)

یعنی، حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعلیٰ درجے والوں کو نچلے درجے والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں چمکنے والے ستاروں کو دیکھتے ہو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی انہی بلند و بالا مرتبہ والوں میں سے ہیں۔

وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهُ، إِلَّا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ، وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ، وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا. رواه الترمذي20)

یعنی: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف لاتے، حضرت ابو بکر و عمر بھی ان میں ہوتے لیکن ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا اور حضرت ابو بکر و عمر سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی طرف دیکھتے تو مسکراتے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا، وَقَالَ هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رواه الترمذي21)

مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''اختیار کل لمختار کل'' کا مطالعہ کریں۔

(17) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: 3664، 448/4

(18) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف الزهری، برقم: 3748، 488/4

(19) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، برقم: 3658، 445/4

(20) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: 3668، 450/4

(21) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: 3669، 450/4

یعنی: حضرت (عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اس حال میں تشریف لائے کہ حضرت ابو بکر و عمر آپ کے دائیں بائیں تھے اور آپ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے اور فرمایا ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔(22)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ رضى الله عنه: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ، فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ. رواه الترمذي(23)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابو بکر سے یوں مخاطب ہوئے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے تو یہ بات کہی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سورج حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر انسان پر طلوع نہیں ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ.
رواه الترمذي وحسنه(24)

یعنی: حضرت (عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی پھر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں شق ہو نگیں۔

وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ رضى الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: هَذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ. رواه الترمذى، وقال: مرسل(25)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر و عمر کو دیکھ کر فرمایا (مسلمانوں میں) یہ کان اور آنکھ (کی طرح) ہیں۔

وَعَنْ أَبِي أَرْوَى الدَّوْسِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، فَطَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَيَّدَنِي بِكُمَا. رواه البزار في مسنده(26)

یعنی: حضرت ابو اروی دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر خدمت ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے تم دونوں کے ذریعے میری تائید فرمائی۔

---

(22) **شرح:** (1) اس طرح کی احادیث امام سیوطی علیہ الرحمہ آگے بھی تحریر فرمائیں گے اسی احادیث مبارکہ سے سیدنا صدیق اکبر کے فضل و شرف کی انتہاء یہ ہے کہ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی اور امتیازی شرف صحبت و مصاحبت حاصل ہے کہ رفیق غار بھی ہیں رفیق مزار بھی اور رفیق روز شمار بھی۔

(۲) اس سے بھی ''علم مافی الغد'' ثابت ہوا کہ قیامت میں ہونے والے احوال کو بھی بتا رہے ہیں اسی لئے ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین والآخرین عطا فرمایا ہے۔

(23) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، برقم: 3684، 4/456

(24) سنن الترمذی كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، برقم: 3692، 4/459-460

(25) سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر و عمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: 3671، 4/451

(26) كشف الاستار عن زوائد البزار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله ﷺ، مناقب أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: 3، 2490/167

وَعَنْ عَمَّارٍ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آنفاً، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ، حَدِّثْنِي بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاءِ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَاءِ مُنْذُ لَبِثَ نُوحٍ فِي قَوْمِهِ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا، مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ، وَإِنَّ عُمَرَ لَحَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بكر. (رواه أبو يعلى في مسنده)(27)

یعنی: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی میرے پاس ہے۔ میری طرف سے ہر کھڑکی کو جو اس مسجد (نبوی) میں ہے بند کردو سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے۔ (رضی اللہ عنہ)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی الله عنه عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَتْ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تَقُولُ: الْمَوْتَ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ. (28)

یعنی: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کسی معاملے میں گفتگو کی، آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا پھر اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فرمایئے اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو تو ابو بکر کے پاس چلی جانا۔ (29)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ، ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي، فَأَبَى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالُوا: لَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. (30)

یعنی: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کونا گھٹنوں تک اٹھائے حاضر ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے صاحب (ابو بکر) کسی سے لڑ کر آرہے ہیں" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سلام

---

(27) ط مسند أبي يعلى، مسند عمار بن ياسر، برقم: 1604ـ2 ص 386

(28) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي النبي: لو كنت متخذاً خليلاً، برقم: 3659، 2/ 452

(29) **شرح**:۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں خاتون کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد میرے جانشین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہونگے جبکہ نو ہجری میں حج کے موقعہ پر حجاج کرام کی قیادت کے لیے اپنی جگہ سیدنا صدیق اکبر کو امیر الحج بنا کر روانہ کرنا بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ پھر آگے حدیث مبارک آرہی ہے مرض وصال میں آپ نے حضرت صدیق اکبر کو امامت کرنے کا حکم فرما کر نیابت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔

خلافت کے لیے انتخاب:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد سقیفہ بنی سعد جہاں صحابہ کرام خلافت کے مسئلہ پر غور وخوض کے لئے جمع ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح بھی تشریف فرما تھے تفصیلی مشاورت کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ الرسول منتخب کیا گیا اور اکابر صحابہ کرام نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(30) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي النبي: لو كنت متخذاً خليلاً، برقم 3662، 2/ 452

کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ابن خطاب (یعنی عمر) سے تکرار ہو گئی میں نے ان سے سخت کلامی کی پھر میں شرمندہ ہوا اوران سے . لیکن معافی چاہی انھوں نے معاف نہیں کیا اب (آپ انھیں سمجھائے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا" ابو بکر! اللہ تمہیں بخشے" پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے وہ گھر پر نہیں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر ڈر گئے (کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر خفا نہ ہو جائیں) اور "دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! عمر سے سخت کلامی میں نے کی تھی۔ دو دفعہ یوں کہا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا لیکن تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابو بکر نے سچا کہا اور اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑ سکتے ہو؟" دو دفعہ یہی فرمایا پھر اس کے بعد سیدنا ابو بکر کو کسی نے نہیں ستایا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلاءَ. (31)

یعنی: حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص غرور اور تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھے گا" حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ میرا کپڑا چلنے میں ایک طرف لٹک جاتا ہے اگر خیال رکھوں (اور مضبوط باندھوں) تو شاید نہ لٹکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تو غرور اور تکبر سے یوں نہیں کرتا۔

جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا

وعن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ. يَا عَبْدَ اللَّهِ: هَذَا خَيْرٌ. فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ. دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ. وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ. (32)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا خرچ کیا اسے جنت میں آواز دی جائے گی کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے۔ جو نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا جو مجاہدین میں سے ہو گا اسے باب جہاد سے پکارا جائے گا جو صدقہ دینے والوں میں سے ہو گا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا جو روزے داروں میں سے ہو گا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ سب ابواب سے بلایا جانا ضروری نہیں مگر کوئی یہ شخص بھی ہو گا جسے ہر دروازے سے آواز دی جائے آپ ﷺ نے فرمایا:"ہاں یقیناً تم یقیناً تم ان ہی میں سے ہو۔" (33)

---

(31) صحیح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي النبي: لو كنت متخذاً خليلاً، برقم 3665، 2/ 453

(32) صحیح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب قول النبي النبي: لو كنت متخذاً خليلاً، برقم 3666، 2/ 453۔454

(33) **شرح**:۔ یہ حدیث بھی علم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بن العاص عَنْ أَشَرِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ (34)

یعنی: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مشرکین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ تکلیف کب پہنچائی؟ فرمایا کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن میں کپڑے کا پھندا ڈال دیا اور اسے زور سے کھینچنے ہی والا تھا کہ اچانک وہاں سیدنا صدیق اکبر آ گئے اور عقبہ کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر پھینکا اور آپ سے اسے دور کیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو شہید کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے اور اس پر تمہارے سامنے اپنے رب کی طرف سے قوی دلائل بھی پیش کر چکا ہے۔

سب سے زیادہ بہادر کون؟

قال خطبنا علي بن أبي طالب رضي الله عنه فقال: أيها الناس، أخبروني بأشجع الناس قالوا: قلنا أنت [قال: يا أمير المؤمنين] قال: أما أني ما بارزت أَحَدًا إلا انتصفت منه. ولكن أخبروني بأشجع الناس. قالوا: لا نعلم. فيما قال أبو بكر رضي الله عنه أنه لما كان يوم بدر جعلنا الرسول الله صلى الله عليه وسلم عريشاً فقلنا: من يكون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لئلا يهوي إليه أحد من المشركين فوالله ما دنى منا أحد إلا أبو بكر شاهراً بالسيف على رأس رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يهوي إليه أحد، إلا أهوى إليه، فهذا أشجع الناس. (35)

یعنی: حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک بار لوگوں سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا آپ ہی ہیں آپ نے فرمایا میں تو اپنے برابر والے سے لڑتا ہوں اس لیے میں بہادر ہوا نہ کہ سب سے زیادہ بہادر۔ میں نے تم سے پوچھا سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور آپ خود ہی بتا دیں! فرمایا جنگ بدر کے دن ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و نگہبانی کے لئے ایک سائبان بنایا اور آپس میں مشورہ کیا کہ اب یہاں حفاظت کے فرائض کون دے گا تا کہ کوئی مشرک آپ پر حملہ کر کے آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا صرف سیدنا صدیق اکبر ننگی تلوار لیکر آگے بڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر ہم نے دیکھا کہ کسی کافر کو یہ جرات نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہچانے کے لیے آگے آئے اور بالفرض کسی نے ایسی جرات کرنے کی کوشش کی بھی تو صدیق اکبر نے اس کی خوب خبر لی فلہذا ہم سب سے زیادہ بہادر حضرت سیدنا صدیق اکبر ہیں۔

فقال علي: ولقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأخذته قريش، فهذا يجأه، وهذا يُتَلْتله، وهم يقولون: أنت الذي جعلت الآلهة إِلَهًا واحداً قال: فوالله ما دنى منه أحد إلا أبو بكر، يضرب هذا ويجاء هذا ويُتَلْتِلُ هذا. وهو يقول: ويلكم وأتقتلون رجلا أن

(34) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر، برقم: 3678، 2/ 457

(35) مسند البزار، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ومما روى محمد بن عقيل عن علي، برقم: 3، 761/ 15

يقول ربي الله، ثم رفع على بردة كانت عليه، فبكى حتى اخضلت لحيته، ثم قال: أنشدكم أمؤمن آل فرعون خير أم أبو بكر فسكت القوم. فقال: ألا تجيبوني، فوالله الساعة من أبي بكر، خير من مثل مؤمن آل فرعون. ذاك رجل كتم إيمانه وهذا رجل أعلن إيمانه. رواه البزار (36)

یعنی: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک بار کفار مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا اور آپ کو مختلف قسم کی تکالیف دینے لگے ان میں سے ایک نے کہا تو وہی ہے جس نے تمام خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا بنا لیا ہے؟ فرمایا اللہ کی قسم اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سوائے ابو بکر کے اور کوئی نہ گیا آپ ایک کافر کو مارتے دوسرے کو دھکا دیتے تیسرے پر دباؤ ڈالتے سب کو پیچھے ہٹانے لگے اور یہ فرماتے جاتے تم پر افسوس ہے تم ایک ایسے شخص کو شہید کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ یہ کہنے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے اپنے اوپر سے چادر اٹھائی اور زار و قطار رونے لگے اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتاؤ کہ آل فرعون کا مؤمن بہتر تھا یا حضرت سیدنا صدیق اکبر؟ تمام لوگ خاموش رہے آپ نے فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ فرمایا اللہ کی قسم حضرت سیدنا صدیق اکبر کی زندگی کا ایک لمحہ آل فرعون کے مؤمن جیسے ہزاروں لمحات سے بہتر ہے وہ شخص تو اپنے ایمان کو چھپاتا پھرتا تھا اور یہ عظیم انسان اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کر رہا ہے۔ (37)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ: ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ، إِلَّا أَبَا بَكْرٍ. رواه مسلم (38)

یعنی، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ تو اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اور اپنے بھائی کو بلا تا کہ میں ایک کتاب (خلافت) لکھ دوں مجھے خوف ہے کہ کہ کوئی تمنا کرنے والا یہ نہ کہہ دے کہ میں زیادہ حقدار ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں ابو بکر کے سوا کسی اور (کی خلافت) سے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں صدیق اکبر کو مصلی امامت پر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا:

---

(36) مسند البزار، مسند على بن أبي طالب رضى الله عنه، ومما روى محمد بن عقيل عن على، برقم: 3، 15/761

(37) **آل فرعون کون تھا**؟- مذکورہ حدیث میں آل فرعون کے جس مومن کا ذکر کیا گیا ہے وہ قبطی قوم کا ایک فرد تھا جو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لا چکا تھا لیکن اس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اپنی قوم کو اپنے ایمان سے وہ نے اپنا آگاہ نہیں کیا تھا اس نے جب سنا کہ فرعون اور اس کے ساتھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو اس نے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کی تلقین شروع کی۔ پہلے تو اس نے انہیں جھڑکا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کے درپے کیوں ہو اس نے تمہارا کیا جرم کیا ہے؟ محض اس لئے تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل و معجزات سے ثابت کر دی ہے تم ان کے ذاتی عقیدے میں کیوں دخل دیتے ہو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو اگر بالفرض وہ غلط ہے تو خود ہی اپنے انجام تک پہنچ جائے گا ہمیں اپنے ہاتھ اس کے خون سے رنگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس آل فرعون کے مومن کا ذکر قرآن مجید میں یوں کیا گیا ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (المؤمن: ۴۰/۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور بولا فرعون میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں۔ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو۔

(38) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة باب من فضائل أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: 11، 2327، 4/1857

عَنْ أَبِي مُوسى الأشعري رضى الله عنه قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ، فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ، لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. رواه الشيخان (39)

یعنی: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور جب مرض نے شدت اختیار کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ رقیق القلب ہیں۔ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لیے نماز پڑھانا ممکن نہ ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ نے پھر وہی عذر دہرایا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم صواحب یوسف (زلیخا) کی طرح باتیں بناتی ہو۔ آخر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آدمی بلانے کے لئے آیا اور آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نماز پڑھائی۔ (40)

---

(39) صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، برقم: 678، 1/164

صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض إلخ برقم: 101، 1، 420/316

(40) **شرح خلیفہ بلا فصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ**: مرض وصال میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت کے لیے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا یہ ایسا اعزاز ہے جو کسی کو بھی نصیب نہ ہوا حالانکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے متعدد بار عرض کیا کہ میرے والد رقیق القلب آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار ان کی معذرت کو رد فرمایا اور حکم فرمایا ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ نماز پڑھائیں اور پھر وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے بڑے قراء بالخصوص ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے قاری موجود تھے ان کا انتخاب ہوتا۔ اس سے شیعہ کا خوب رد ہوا کہ خلافت بلا فصل سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حق ہے کہ جب ان کیلئے امامت صغری کے لئے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب فرمایا حالانکہ اس وقت حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم بھی موجود تھے تو اس موقع پر صرف اور صرف سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا حالانکہ ان کی اس امامت صلوۃ کے لئے کئی مواقع بھی پیش ہوئے اور اسباب بھی بنے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام موانع واسباب کو ٹھکرا دیا اور سختی سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر زور دیا اور تا وصال آپ ہی امام بنے رہے۔ نمازیں سرکار کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں پڑھائیں اس میں ثابت فرمایا کہ افضل کے ہوتے مفضول امام نہ ہو۔ اس لیے امام بخاری نے جس عنوان کے تحت مذکورہ بالا حدیث ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

بَابٌ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ (جو علم وفضل میں سب سے زیادہ ہو وہی امامت کا حق دار ہے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں جملہ صحابہ کرام میں سیدنا صدیق اکبر ہی علم وفضل اور تقویٰ وطہارت میں سب سے زیادہ افضل تھے اس لیے آپ نے انہیں امامت کے لیے منتخب فرمایا بلکہ ایک بار آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس قوم میں صدیق اکبر موجود ہوں تو دوسرا امامت نہ کرائے امام جلال الدین سیوطی نے ترمذی شریف کے حوالے سے یہ حدیث اسی کتاب میں نقل فرمائی ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر و عمر رضی الله عنه کلیهما 4 3673/452)

حوالہ شیعہ:۔احتجاج طبری میں یہ تصریح ہے کہ

ثم قام وتھیا للصلاۃ، وحضر المسجد، وصلی خلف أبي بکر۔ الاحتجاج، احتجاج امیر المؤمنین علیہ السلام علی أبي بکر وعمر لما منعا فاطمۃ الزہرا السلام علیہا فدک بالکتاب والسنۃ

یعنی: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کھڑے ہوئے نماز کی تیاری کی اور مسجد میں آئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

مزید تفصیل وتحقیق فقیر کی تصانیف "افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلیفہ بلا فصل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" میں پڑھئے۔

نماز میں تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔اس روایت میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی مبارک کا آخری منظر ہے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی اقتداء میں نماز میں مشغول تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کا منظر ملاحظہ فرمانا چاہا کہ کیا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی امامت پر جو ہم نے مہر ثبت فرمائی اس میں کسی کو اختلاف تو نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف کے اس باب کی حدیث میں ہے کہ حضرت سیدنا انس فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے پردہ اٹھایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال یہ ہو گیا فَلَمَّا وَضَحَ وَجهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب حضور ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی ظاہر ہوئی تو چاہئے کہ نماز میں دائیں بائیں کسی طرف التفات نہ کرتے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ وہ کہتے ہیں:

مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، برقم: 681، 1/164)

ترجمہ: ہم نے اس وقت جو منظر دیکھا اس سے اچھا منظر کبھی نہیں دیکھا اس سے پہلی روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح البخاري، کتاب الاذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، برقم: 680، 1/164)

یعنی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ اقدس کا پردہ ہٹایا جب کہ آپ کھڑے ہمیں دیکھ رہے تھے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور مصحف کا ورق تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے مسکرائے۔ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اتنی مسرت وبے خودی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے میں مشغول نہ ہو جائیں۔

(تفہیم البخاري، کتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالامامة، برقم: 651، 1/1031)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حال:

مذکورہ بالا حال صحابہ کرام کا سن لیا ادھر امام نماز سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ بحالت نماز اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے صف کے ساتھ ملنا چاہتے تھے انہوں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائیں گے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ:۔یہ سب کچھ کیوں ہوا حالانکہ حالت نماز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو اتنا محو ہوتے کہ دائیں بائیں کی خبر نہیں اور صحابہ کرام بھی نماز کے معاملہ میں کیسی محویت رکھتے تھے اور طرفہ یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھا رہے تھے جو حجرہ اقدس کے دروازہ سے فاصلہ پر ہے اور دوسرے صحابہ کرام بھی اپنی نمازوں میں ریاض الجنۃ کے علاوہ دوسری صفوں میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ اقدس کے دروازہ سے فاصلہ پر تھے کوئی زیادہ دور کوئی نزدیک لیکن یہ ضرور ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ نماز کی پابندیوں اور آداب سے بے نیاز ہو کر نماز میں ہی در مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے نظارہ دیدار سے نماز میں ہی بے خود ہو گئے ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اسی لیے اہل حق یعنی اہلسنت بریلوی ویسے تو ہر وقت تصورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے رہتے ہیں بالخصوص حالت تشہد میں تو ان کا تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مطمح نظر ہوتا بخلاف دیوبندی، وہابی ٹولی کے وہ کہتے ہیں کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور آجائے تو (معاذ اللہ) گدھا، بیل اور عورت سے مجامعت (جماع) کے تصور سے بدتر ہے (توبہ استغفر اللہ) (صراط مستقیم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي. (41)

یعنی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تم ہو۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی الله عنه قَالَ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رواه الترمذي وحسنه (42)

یعنی: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہم سب میں بہتر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا، يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ. رواه الترمذي وحسنه (43)

یعنی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے ابو بکر کے سواسب کے احسان کا بدلہ دے دیا ان کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْغَارِ. رواه الترمذي وحسنه (44)

یعنی: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ تم میرے حوض کوثر اور غار کے ساتھی ہو" یہ حدیث حسن ہے" (45)

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی الله عنه قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذَلِكَ مَالًا عِنْدِي: قُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ، إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا. قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قُلْتُ: مِثْلَهُ. وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ. فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. رواه أبو داود والترمذي وقال حسن صحيح (46)

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "فیض الباری شرح بخاری" اس حدیث شریف کی شرح میں ملاحظہ کریں نیز اس موضوع پر فقیر کی مستقل تصنیف "نماز میں تصور رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کریں مطالعہ کریں۔

(41) سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في الخلفاء، برقم: 4652، 5/30

(42) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، برقم: 3656، 4/444

(43) سنن الترمذى، كتاب المناقب، برقم: 3661، 4/447

(44) سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب فی مناقب أبي بكر و عمر رضی الله عنهما كليهما، برقم: 3670، 4/450

سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب في الرخصة في ذلك، برقم: 1678، 2/214

(45) **صدیق کے لیے اللہ کا رسول بس:**- یہ شرف بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر کو حاصل ہے کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ محبت تھی اور جس ایثار و قربانی کا مظاہرہ فرماتے کوئی شخص قصد و ارادے کے باوجود اس معاملہ میں آپ پر سبقت نہیں لے جا سکتا تھا۔

(46) سنن الترمذى، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضي الله عنهما كليهما، برقم: 3675، 4/452-453

یعنی: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اتفاقا اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے(دل میں) کہا کہ اگر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی دن سبقت لے جاسکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے۔فرماتے ہیں پھر نصف مال لیکر حاضر ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل خانہ کے لئے کیا چھوڑا ہے میں نے عرض کیا اس کے برابرا تنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سارا مال لیکر حاضر ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے انہوں نے عرض کیا ان کے لیے اللہ ورسول کو چھوڑ کر آیا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے (دل میں) کہا میں ان سے کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔

اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔!(47)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ. فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا.

رواه الترمذي وأخرجه البزار بمثله من حديث عبد الله ابن الزبير (48)

یعنی: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم آگ سے اللہ تعالی کے آزاد کردہ ہو پس اس دن سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔اور بزار نے اس طرح کی حدیث عبد اللہ بن زبیر کی روایت سے نقل کی ہے۔

قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ. رواه الترمذي(49)

یعنی: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں کسی دوسرے کو امامت کرانا مناسب نہیں۔

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما عرج بي إلى السماء ما مررت بسماء إلا وجدت اسمى فيها مكتوبا محمد رسول الله أبو بكر الصديق. رواه البزار(50)

یعنی: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے ہر آسمان پر اپنا نام یوں لکھا دیکھا محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابو بکر میرے خلیفہ ہیں۔

وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ صَفْوَانَ] صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم [قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سَجِيَ بِثَوْبٍ،

---

(47) **عقیدہ صدیق**:۔اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے۔معلوم ہوا کہ اہل حق کا یہ عقیدہ ہے کہ اہل ایمان کے گھروں میں اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے ہیں اور مومنین کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات موجود ہے اس میں اہل سنت کے عقیدہ کی تائید ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اہلسنت ہی صحابہ کے حقیقی وارث ہیں نیز مؤمن کے لیے ''اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہے'' کا عقیدہ صدیق اکبر کا ہے۔ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس　　صدیق کے لیے خدا کا رسول بس ﷺ

مذھب صدیق رضی اللہ عنہ:۔ نیکی کے معاملات میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنا سعادت وبرکت ہے اور دنیاداری میں ایک دوسرے سے بڑھنا دارین کا نقصان ہے ہمیں چاہیے ہم نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کریں۔

(48) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضى الله عنهما كليهما، برقم 3679، 454/4

مسند البزار، مسند عامر بن عبد الله ابن الزبير عن أبيه، برقم: 2213، 170/6

(49) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر رضى الله عنهما كليهما، برقم: 3673، 452/4

(50) كشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله، مناقب أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: 2482، 3/ 162ـ163

فَارْتَجَّتِ الْمَدِينَةُ بِالْبُكَاءِ، وَدُهِشَ النَّاسُ، كَيَوْمِ قُبِضَ رَسُولُ الله صلى الله عليه وسلم، وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مُسْرِعًا مُسْتَرْجِعًا، وَهُوَ يَقُولُ: الْيَوْمَ انْقَطَعَتْ خِلافَةُ النُّبُوَّةِ حَتَّى وَقَفَ عَلَى بَابِ الْبَيْتِ الَّذِي فِيهِ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ، كُنْتَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا، وَأَخْلَصَهُمْ إِيمَانًا، وَأَشَدَّهُمْ يَقِينًا، وَأَخْوَفَهُمْ لِلَّهِ، وَأَعْظَمَهُمْ غِنًا، وَأَحْفَظَهُمْ عَلَى رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم، وَأَحْدَبَهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَآمَنَهُمْ عَلَى أَصْحَابِهِ، وَأَحْسَنَهُمْ صُحْبَةً، وَأَفْضَلَهُمْ مَنَاقِبَ، وَأَكْثَرَهُمْ سَوَابِقَ، وَأَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً، وَأَقْرَبَهُمْ مِنْ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم، وَأَشْبَهَهُمْ بِهِ هَدْيًا، وَخُلُقًا وَسَمْتًا، وَأَوْثَقَهُمْ عِنْدَهُ، وَأَشْرَفَهُمْ مَنْزِلَةً، وَأَكْرَمَهُمْ عَلَيْهِ، فَجَزَاكَ الله عن الاسلام فَجَزَاكَ اللهُ عَنِ الْإِسْلَامِ

وَعَنْ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا. رواه البزار (51)

یعنی: صحابی رسول حضرت سید نااسید بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سید ناابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو مدینے کی فضا میں رنج و غم کے آثار تھے، ہر شخص شدت غم سے نڈھال تھا، ہر آنکھ سے اشک رواں تھے، صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اسی طرح پریشانی کے آثار تھے جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے وقت تھے، سارا مدینہ غم میں ڈوبا ہوا تھا، پھر جب امیر المؤمنین حضرت سید ناعلی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ جلدی سے انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور کہنے لگے: آج کے دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ ہم سے رخصت ہو گئے پھر آپ نے مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے ابو بکر صدیق اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ لوگوں میں سب سے پہلے مؤمن، ایمان میں سب سے زیادہ مخلص، پختہ یقین رکھنے والے، اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے تھے۔ آپ بہت زیادہ سخی تھے، آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور دین اسلام کی بہت زیادہ خدمت فرمائی، صحابہ میں سب سے زیادہ امانت دار تھے، آپ کی صحبت سب سے اچھی تھی، آپ فضائل و مناقب میں سب سے افضل تھے، نیکیوں میں سب سے زیادہ سبقت لے جانے والے تھے، درجے میں سب سے بلند تھے، آپ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی تھے، آپ کے دعوت و تبلیغ کا انداز اور اخلاق نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے، اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد، قدر و منزلت میں سب سے زیادہ بزرگی والے اور سب سے زیادہ مکرم تھے، پس اللہ عز وجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام، اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کی خدمت پر بہترین جزاء عطا فرمائے۔

وعن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عز وجل يكره في السماء أن يُخَطَّأَ أَبُو بَكْرٍ في الأرض. رواه الحارث بن أبي أسامة في "مسنده" (52)

یعنی: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ اپنے شایان شان سر عرش ناپسند فرماتا ہے کہ ابو بکر (زمین پر) غلطی کریں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلطیوں سے محفوظ فرمالیا ہے۔)

---

(51) کشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله، مناقب أبي بكر الصديق رضى الله عنه برقم: 2489، 3/125

(52) كنز العمال، كتاب الفضائل، الباب الثالث: في ذكر الصحابة وفضلهم رضى الله عنهم أجمعين، الفصل الثاني: في فضائل الخلفاء الاربعة إلخ، برقم: 32269، 11/255

بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، كتاب المناقب، باب فضل أبي بكر الصديق رضى الله عنه، برقم: 956، 2/886

وعن عمر رضي الله عنه أنه قال وَدِدْتُ أَنِّي شَعْرَةٌ فِي صَدْرِ أَبِي بكر. رواه مسدد في "مسنده" (53)

یعنی: سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کاش کہ میں ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینہ کا بال ہوتا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا القَصْرُ قَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا، فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللهِ. رواه البخاري (54)

یعنی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا ہوں، میں نے ایک محل دیکھا اور اس کے ایک طرف ایک لڑکی وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ کسی نے کہا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا میں نے چاہا کہ اس محل کے اندر داخل ہوں اور اسے دیکھوں لیکن (اے عمر!) تمہاری غیرت مجھے یاد آگئی۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

وعن ابي عمر أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، شَرِبْتُ، يَعْنِي اللَّبَنَ، حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ، قَالَ: "العلم. رواه الشيخان (55)

یعنی: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا اور جو باقی بچا وہ عمر (بن خطاب) کو دے دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا: "علم"۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: الدِّينَ. رواه الشيخان (56)

یعنی: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جارہا ہے اور ان پر قمیص تھیں ان میں بعض کی سینوں تک بعض کی اس سے بھی کم ہیں اور میرے سامنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا ان پر قمیص اتنی لمبی تھی کہ وہ زمین پر گھسیٹتے جارہے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا تاویل ہے؟ فرمایا "دین"۔ (57)

وعن سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يا ابن الخطاب، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قط إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فجّك. رواه البخاري (58)

---

(53) كنز العمال في سنن الاقوال والافعال، باب أبي بكر الصديق رضي الله عنه

(53) صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، برقم: 3242، 2/342

(54) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب مناقب عمر بن الخطاب إلخ، برقم: 3681، 2/458

(55) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي باب مناقب عمر بن الخطاب إلخ، برقم: 3691، 2/460۔ 461

صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله تعالى عنه برقم: 15۔ 2390، 4/1859

(55) **شرح**:۔ محدثین میں سے بعض نے کہا کہ تاویل پوچھنے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

(58) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب مناقب عمر بن الخطاب الخ، برقم: 3638، 2/459

یعنی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب تجھے کسی راستے پر شیطان چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسری راہ میں چلا جاتا ہے۔

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ (59)

یعنی: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ: بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ الرواه الترمذی و قال: حسن صحيح (60)

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب عزوجل سے دعا کی یاالٰہی: ان دو آدمیوں ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔ راوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ محبوب تھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ. و قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ . فَقَالُوا ا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكٌّ خَارِجَةٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمر الرواه الترمذي وقال: حسن صحيح (61)

یعنی: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق جاری فرمادیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو لوگ بھی اپنی رائے پیش کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے دیتے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا (62)

---

(59) صحيح البخاری، كتاب مناقب الانصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه، برقم: 3863، 2/ 504

(60) سنن الترمذی كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، برقم: 3681، 4/ 455

(61) سنن الترمذی كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، برقم: 4، 3682/ 455456

(62) **شرح**: موافقات عمر: امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم کی موافقت میں قرآن مجید کی بہت زیادہ آیات نازل ہوئیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حق تعالیٰ کے منظور نظر ہیں۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

(1) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مقام ابراہیم اگر نماز کی جگہ ہوتی تو خوب تھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى (البقرة: 2/135)

ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(2) امہات المؤمنین کے پردہ کے متعلق بارگاہ نبوت میں عرض کیا تو آیت پردہ نازل ہوئی۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کرنے میں آپ کی ازواج میں اختلاف ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ کہے تھے:

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ (التحریم: 5/66)

ترجمہ کنزالایمان: ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۔

تو اسی طرح قرآن کی دیگر آیات نازل ہوئیں۔

(4) عبداللہ ابن ابی جو منافقوں کا سردار تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلق نبوی کی بنا پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (غیرت اسلام کی وجہ سے) عرض کیا کہ کیا آپ منافقوں کے جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں؟ تو وحی نازل ہوئی: وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (التوبة: 9/ 84)

ترجمہ کنزالایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا۔

وعن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. رواه الترمذي وحسنه (63)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (64)

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الجِنِّ وَالإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ [قالت: فرجفت]. (65)

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ جن وانس کے شیاطین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ (66)

یعنی: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب حضرت عمر اسلام لائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے اسلام پر خوشی منائی ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ. (67)

اسیران بدر: امیران بدر کے معاملہ میں جب اختلاف ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو رائے دی وہی اس کے موافق آئی۔

ایک دفعہ فاروق اعظم ﷺ نے چاہا کہ اللہ تعالی گھروں میں بلا اجازت داخلہ کو حرام قرار دے دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا (النور: 24/ 27)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔

فائدہ: ان شواہد سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان وحی و سکینہ کی ترجمان تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جب بھی کوئی کلمہ آیا وہ عین حق و صواب تھا اور ان کی فکر اور رائے وحی کے موافق اور کلام الہی کے مطابق تھی۔

اس کی تفصیل فقیر کی کتاب "موافقات عمر" میں ہے جو فقیر نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ منظوم عربی "قطف الثمر في موافقات عمر" کا ترجمہ مع شرح میں لکھی ہے۔

(61) سنن الترمذی کتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، برقم: 4. 3686/ 457

(64) اور اس حدیث شریف کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضى الله تعالى عنهم باب لو كان بعدي لكانعمر، برقم: 4. 4551/ 38)

(65) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب في مناقب عمر بن الخطاب رضى الله عنه، برقم: 4. 3691/ 459

(66) سنن ابن ماجة كتاب السنة، باب فضائل أصحاب رسول الله، فضل عمر رضى الله 1. 103/ 82

(67) سنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب فضائل أصحاب رسول الله، فضل عمر رضى الله عنه، برقم: 1. 104/ 82۔ 83

یعنی: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے حق تعالیٰ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مصافحہ کرے گا، عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سب سے پہلے سلام کرے گا۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال کنا أصحاب محمد لا نشك أن السكينة تنطق على لسان عمر.

رواه مسدد و ابن منيع في مسنديهما (68)

یعنی: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اس پر شک نہیں کرتے تھے کہ سکینہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر نازل ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ.[69]

یعنی: حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرما دیا ہے جو کچھ کہتے ہیں، حق کہتے ہیں (70)

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال لما أسلم عمر، قال المشركون: لقد انتصف القوم اليوم منا، وأنزل الله تعالى يَأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ، الأنفال: 64/8 رواه البزار [71]

یعنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مشرک کہنے لگے اب آدھی قوم ہم سے جدا ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے (اس موقع) پر یہ آیت نازل فرمائی ''اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ رواه البزار [72]

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔

عن قدامة بن مظعون عن عمه عثمان بن مظعون قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هذا غلق الفتنة، وأشار بيده إلى عمر لا يزال بينكم وبين الفتنة باب شديد الغلق ما عاش هذا بين أظهركم" رواه البزار.[73]

یعنی: حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا: یہ فتنوں کا سد باب کریں گے اور فرمایا جب تک یہ تمہارے درمیان زندہ ہیں تمہارے اور فتنوں کے درمیان ایک مضبوط دروازہ قائم رہے گا۔

---

(68) كنز العمال، كتاب الفضائل من قسم الافعال، باب فضائل الصحابة، فضائل الفاروق رضي الله عنه، برقم: 12، 264/35831

(69) سنن ابن ماجة كتاب السنة، باب فضائل أصحاب رسول الله، فضل عمر رضي الله عنه، برقم: 1، 84/104

(70) **ازالہ وہم**: شیعہ سیدنا علی المرتضیٰ کے حق میں اس قسم کی فضیلت بیان کرتے ہیں وہ حق ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ صفت کسی دوسرے میں نہ ہو۔ ہم اس قسم کی خصوصیات کو حصر اضافی سے تعبیر کرتے ہیں بایں معنی کہ سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام اپنے سے مفضول حضرات سے اس صفت خاص میں ممتاز

(71) كشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله، مناقب عمر، برقم: 3، 172/2495

(72) كشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مناقب عمر، برقم: 3، 174/2502

(73) كشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فضل أصحاب رسول الله، مناقب عمر، برقم: 3، 176/2506

عن أسماء بنت عميس قالت: دخل رجل من المهاجرين على أبي بكر وهو يشتكي في مرضه، فقال له أتستخلف علينا عمر، وقد على علينا ولا سلطان له، فكيف لو ملكنا كان أعتى وأعتى فكيف تقول الله إذا لقيته، فقال أبو بكر: أجلسوني، فأجليسوه، فقال: إن الله تعرفوني فإنا أقول: إذا لقيته استخلفت عليهم خير أهلك. (مسند إسحاق بن راهويه)[74]

یعنی: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ نے کہا کہ مہاجرین میں سے ایک شخص حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس حاضر ہوا، اور آپ کو شکایت کرتے ہوئے کہنے لگا کہ کیا آپ ہم پر حضرت عمر جیسے سخت آدمی کو خلیفہ مقرر کر رہے ہیں، کل اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آپ سے اس بارے میں سوال ہوا تو کیا جواب دیں گے؟ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بٹھادو، پس لوگوں نے آپ کو بٹھادیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کہہ دوں گا کہ اے اللہ میں تیرے سب سے بہتر بندے کو مقرر کر کے آیا ہوں۔

والأحاديث في فضلهما تحتمل مجلدات، وهذه نبذة منها.

ترجمہ: شیخین کریمین کی فضیلت میں وارد احادیث جمع کرنے پر کئی جلدیں بن جائیں، اور یہ ان میں سے کچھ تھیں۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَا أَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[75].

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ سے محبت نہیں کرتا۔

الفصل الثاني في بيان أن سبهما كبيرة

خلاف في ذلك بين السلف والخلف، ونقل قول من عد ذلك في الكبائر تطويل مشهور

دوسری فصل: اس بیان میں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینا کبیرہ ہے۔

سلف و خلف کے مابین اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور اس شخص کے اقوال کا نقل کرنا جس نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا بہت طویل ہے جیسا کہ وہ مشہور ہے۔

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي فوالذي نفسي بيده لو أن أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ[76].

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو کیونکہ تم میں سے اگر کسی نے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خیرات کیا تو وہ ان میں سے کسی ایک کے دیئے ہوئے مد (ایک کلو گرام) یا نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ رواه النسائي[77]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کا احترام کرو کیونکہ وہ تم میں سب سے افضل ہیں۔

---

(74) مسند إسحاق بن راهويه ما يروى عن أسماء بنت عميس عن النبي صلى الله عليه وسلم، برقم: 2146، 5/42

(75) سنن الترمذی، كتاب المناقب باب في مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: 4، 3685/456

(76) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب قول النبي لو كنت متخذا خليلاً، برقم: 3673، 2/455

(77) شرح السنة للبغوی، كتاب النكاح، باب النهي عن أن يخلو الرجل بالمرأة الاجنبية برقم: 5، 2246/23

إن الله اختارني، واختار لی أصحابي، وجعل لي منهم وزراء، وأنصارا، وأصهارا، فمن سبهم، فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل الله منه يوم القيامة صرفا ولا عدلا. رواه الطبراني في "معجمه" والحميدي في "مسنده" بإسناد حسن[78]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبدالرحمن بن تویم بن ساعدہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے رفقاء اور ساتھی بھی منتخب فرمائے اور پھر ان رفقاء میں سے کچھ کو میرا وزیر، کچھ کو میرا مددگار اور کچھ کو میرا رشتہ دار بنایا پس جس شخص نے ان کو بُرا کہا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اس کا فدیہ یا یہ کہ نفل اس کا مقبول ہوگا نہ فرض۔

وعن ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ. رواه ابن ماجة[79]

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بُرا نہ کہو کیونکہ ان کا ایک لمحہ کا عمل تمہارے زندگی بھر کے عمل سے افضل ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغفلٍ رضی الله عنه: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ أَذَى اللَّهَ وَمَنْ أَذَى اللَّهَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ. رواه الترمذي[80]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے بعد انہیں اپنی کلام کا نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی اس نے میری خاطر ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کیا جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ، وَأَصْحَابِي يَقِلُّونَ، فَلَا تَسُبُّوهُمْ، لَعَنَ اللهُ مَنْ سَبَّهُمْ. رواه أبو يعلى[81]

یعنی: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ کثرت (عمل) کریں اور میرے صحابہ قلیل (تو وہ کثیر سے زائد ہے) تو ان کو برے الفاظ سے مت پکارنا بے شک اللہ عزوجل لعنت فرماتا ہے ان پر جو میرے صحابہ کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔

---

(78) المعجم الكبير، من اسمه عويم بن ساعدة الانصاری، برقم: 15، 349ـ140/17

(79) سنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، فضل أهل بدر، برقم: 1، 102/162

(80) سنن الترمذي، كتاب المناقب، باب فيمن سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، برقم: 4، 535/3862

(81) مسند أبي يعلى، مسند جابر، برقم: 2188ـ 421ص474

وعن أنس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : دعوالی أصهاری وأصحابي، فإنه من حفظني فیهم کان معه من الله حافظ، ومن لم یحفظني فیهم، تخلی الله عنه، ومن تخلی الله عنه یوشك أن یأخذه. رواه ابن منیع في "مسنده"[82]

یعنی: حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پکار و مجھے اور میرے قرابت داروں کو اور میرے صحابہ کو پس وہ جس کی حفاظت میں کروں تواس کے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک حافظ ہوتاہے اور وہ جس کی میں نہیں کرتا اللہ تعالی اس سے بری ہو جاتاہے اور جس سے اللہ تعالی بری ہو جائے تو قریب ہے کہ اس کی گرفت ہو۔(اس کو ابن منیع نے اپنی مسند میں نقل کیا۔)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ، يَرْفُضُونَ الإِسْلامَ وَيَلْفُظُونَهُ فَاقْتُلُوهُمْ. رواه البزار[83]

یعنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جس کو رافضی کہا جائے گا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے اور اسے پھینک دیں گے تو تم ان سے قتال کرنا۔(اس کو امام بزار نے روایت کیا۔)

أخرج أبو نعيم في "الحلية" عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ شَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ، ثُمَّ أَصْحَابِي، ثُمَّ الْمُسْلِمِينَ.[84]

یعنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک قیامت کے دن سب سے زیادہ شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو انبیا کو گالیاں دیں، پھر وہ جنہوں نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں، پھر وہ جنہوں نے مسلمانوں کو گالیاں دیں۔

وإذا نظرت حد الكبيرة رأيته منطبقاً عليه فقد نقل الرافعي عن الأكثرين أن الكبيرة [تنبطق] عليه

ترجمه: اور میں نے جب ان کو بہت بڑی تعداد میں دیکھا تو ان کو اسی پر متفق پایا اور بیشک رافعی نے نقل کیا ہے کہ کثیر افراد سے کہ الکبیرۃ اسی پر متفق ہے۔

ويشهد له ما رواه ابن جرير عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: كل ذنب ختمه الله بنار، أو غضب، أو لعن، أو عذاب، فهو كبيرة.[85]

یعنی: اور وہ جن کے لئے گواہی دیں جو روایت ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالی مہر لگا دے جہنم کی یا اپنے غضب کی یا اپنی رحمت سے دوری کی یا عذاب کی تو پس وہ کبیرہ گناہ ہے۔

وروى البيهقي في "شعب الإيمان" عنه: كل ما نهى الله عنه كبيرة.[86]

امام بیہقی نے روایت کیا شعب الایمان میں ان (یعنی ابن عباس) سے کہ: ہر وہ گناہ جس سے اللہ عزوجل نے منع کیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔

---

(82) كنز العمال، كتاب الفضائل من قسم الافعال الباب الثالث: في ذكر الصحابة وفضلهم رضی الله عنهم أجمعين، برقم: 32475، 242/11

(83) كشف الاستار، كتاب علامات النبوة، باب فيمن يسب أصحاب رسول الله ﷺ، برقم: 2777، 293/3

(84) حلية الأولياء، ميمون بن مهران، برقم: 4، 79/1293

(85) تفسير الطبري، سورة النساء، تحت الآية: 31، برقم: 4، 44/9213

(86) شعب الإيمان، فصل في بيان كبائر الذنوب وصغائرها وفواحشها، الباب الثامن في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم إلخ، برقم: 1، 463/288

اور متاخرین نے اس کو صحیح قرار دیا کہ ہر وہ گناہ جس کو اس کے کرنے والے نے ہلکا گمان کیا دین میں وہ بہت بڑا ہے اور اُن میں سے جنہوں نے اس کو صحیح کہا امام سبکی نے جمع الجوامع میں۔ پھر صحابہ کرام کو گالی دینے کو ان میں سے شمار کیا اور وہ جو ابھارتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جری ہو کر گمان کرنے کے گناہ کے سبب اور فاعل کے اس کو دین میں ہلکا جاننے کے سبب اپنے خبیث سوچ کی وجہ سے (اللہ لعنت فرمائے اس پر) کہ وہ اس کی مثل ہی گالی کے حقدار ہیں تو وہ بری ہیں اس سب سے اور پاک ہیں اور متقی ہیں اور حقدار مدحت و ثناء ہیں ہر گز نہیں بیشک اللہ تعالی گمراہی سے پاک ہے لیکن اگر وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ (صحابہ) گالی کے حقدار ہیں تو ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ جلائے جانے کا حقدار ہے اور اس سے بھی زیادہ اور جب تو نے جان لیا کہ شیخین کو گالی دینا کبائر میں سے ہے بلا اختلاف جان لے کہ ان کو گالی دینے والا نہیں قبول کی جائے گی اس کی گواہی اور جب قبول نہیں کرتا سوائے عدل کے اور وہ جو جس نے نہیں کیا ارتکاب گناہ کبیرہ کا اور اس کو ہم مزید بیان کریں گے وضاحت کے ساتھ۔

الفصل الثالث حکم سب الشیخین

تیسری فصل: شیخین کو گالی دینے کا حکم

جان لو کہ شیخین پر تبرا کرنے والے کے بارے میں ہمارے اصحاب (شوافع) کے نزدیک دو وجوہ ہیں جس کو قاضی حسین و دیگر نے حکایت کیا ہے۔

پہلی یہ کہ بے شک ایسا کرنے والا کافر ہے اور محاملی نے لباب میں اس پر جزم کیا ہے۔

دوسری یہ کہ وہ فاسق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اصحاب (شوافع) کا اور وہ جو انہیں کافر قرار نہیں دیتے۔

تو پس اس طرح اس کا حال ان دو امروں میں سے کسی ایک پر خاص نہیں ہو گا: یا تو کافر ہو گا یا فاسق ہو گا اور اس کو کسی ایک کے ساتھ قطعی طور پر قرار نہیں دیا جاتا اور اسی پر جزم کیا گیا ہے۔ ان کے فتوے باطل اور ان کے اقوال ساقط ہیں اس کو امام نووی نے "شرح مہذب"[87] کے اول میں اور "الروضہ"[88] کے باب القضاء میں خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے ثابت رکھا اور امام غزالی، امام بغوی اور رافعی نے گواہیوں کے باب میں یہی فرمایا ہے۔

اور اگر اس باب میں زیادات الروضہ میں سے مبتدع کو قبول کرنے کی تصحیح واقع ہوں یہاں تک کہ صاحب المہمات نے اس کو اور باب القضاء اور "شرح المہذب"[89] میں ان کے کلام کے مابین جمع کو مشکل قرار دیا۔ یہ وہ شبہ ہے جس سے اس نے تمسک کیا جس نے قبول کرنے کا قول کیا۔

اور بے شک مبتدعہ جن کو قبول کرنے کے بارے میں امام نووی نے کہا وہ بدعتی ہیں کہ جن کو اُن کی بدعت کے سبب فاسق قرار نہیں دیا جاتا جیسے شیعہ جو حضرت علی کی افضلیت کے قائل ہیں اور جیسے تقدیر کے منکر اور منکر رویت باری تعالی ہیں اور ان کی مثل دوسرے جن کے لئے تاویلیں ہیں، اور جو ان امور کی شہادت دیتے ہیں ان میں سے:

اول یہ کہ انہوں نے تاویل کی کہ اعتقاد میں عداوت، عدالت میں طعن کو پیدا نہیں کرتی اور تو نے جان لیا کہ شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) پر تبرا کبیرہ گناہ ہے جو عدالت میں طعن کو پیدا کرنے والا ہے۔

دوم وہ جو پیچھے گزرا باب القضاء میں اور شرح مہذب میں۔

---

(87) كتاب المجموع شرح المهذب، باب آداب الفتوى والمفتي والمستفتي ١/٩٥

(88) روضة الطالبين، كتاب القضاء، الفصل الثاني في المفتي، ٨/٩٦

(89) المهمات في شرح الروضة والرافعي، كتاب القضاء، الفصل الأول في التولية، 9/ 221

سوم یہ کہ انہوں نے مذکورہ دونوں جگہوں پر عدم قبول کے ذکر سے قبل فرمایا اور نہ تفسیق۔ پس صحیح قول کے مطابق وہ قبول مبتدع کی ہم نہ تکفیر کرتے ہیں اور نہ کئے جائیں گے۔

پھر جو صحابہ کرام اور اسلاف پر تبرا کے سبب فاسق ہے تو مردود ہے۔ پس س سے معلوم ہوا کہ جو باب الشہادات میں مذکور ہے تو وہ اس پر محمول ہے جو یہاں ذکر کیا گیا اور اسے صرف یہاں پر محمول کرنے کے اعتبار سے مطلق رکھا۔ اور جب جان لیا گیا اس باب کے قاعدے سے کہ فاسق کی گواہی قبول ہوتی ہے جبکہ شیخین کا گستاخ فسق کے وصف کے سبب مردود الشہادت ہوگا اور نہ کہ اص طور پر وصف بدعت کے سبب سے اور جس کو شیطان نے یہ وسوسہ دیا کہ نین کے گستاخ میں ایسی تاویل کی جائے گی جو اسے فسق سے (نکال دے) تو میں نہیں جانتا کہ اسے کیا کہوں کیسا کہوں؟

وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ[90].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلم کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے۔

لہذا جب یہ بات کسی مسلمان سے متعلق ہو تو اس کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو امت میں افضل اور مخلوق میں اکرم ہو اور "كفاية لابن الرفعه" میں ہے کہ ماوردی نے کہا: اسلام لانے کے بعد بدمذہب کی شہادت قبول کرنے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔

(1) پہلے تاویل ہو چکی ہو جیسے باغی کی تاویل ورنہ وہ فاسق ہیں۔

(2) دوسری یہ ہے کہ وہ اجماع کے خلاف نہ کرے۔

(3) اس سے وہ نافرمانی نہ کرے جیسے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کرنا حالانکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کے ہمراہ سفر یا حضر میں تھے یا دین دنیا میں آپ کے تابع ہوئے یا اُن کی پوشیدہ باتوں پر یقین آپ نے اپنے امر و نواہی اُن کی طرف پھیلائے سوائے اُن وفود کے جو آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر دیہاتیوں سے قتال کیا، پھر تنقیداً اگر گالی ہو تو فاسق ہے اُس پر تعزیر کی جائے گی یا اُن صحابہ کی جانب فسق و گمراہی کی نسبت کرنا جو عشرہ مبشرہ سے ہیں یا جو بیعت رضوان والے ہیں، جو صفین و جمل میں شامل نہ ہوئے تو انہیں تنقید کرنے والے قطعاً فاسق یا جو ان جنگوں میں شامل ہوئے اُن پر تنقید کرنے والے اصح مذہب پر فاسق ہیں۔

(4) یہ ہے کہ اس پر قتال نہ کیا جائے اور اس میں عدل وانصاف والے جدائی نہ کر جائیں۔

(5) یہ کہ اپنے موافقوں کی مخالفوں پر تصدیق نہ سوچتا ہو۔

(6) ظاہری تحفظ ہو جیسے اہل حق میں سے ظاہر التحفظ ہو جیسے اہل حق میں سے اس کا غیر۔

اور رافضیوں میں ان چھ شرطوں میں سے کوئی شرط نہیں ہے سوائے اُن کے اجماع کے۔ اور ائمہ حدیث نے فرمایا اور ان کے علاوہ امام ذہبی نے اپنی کتاب "میزان" میں کہا: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

بدعت صغری جیسے شیعہ تو یہ بہت سے تابعین و تبع تابعین پر تہمت لگاتے ہیں اُن کے دین اور ورع اور صدق پر لہذا اُن کی حدیث نہیں لوٹائی جائے گی۔

بدعت کبری جیسے رفض اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر انکار و تہمت تو یہ قسم کہ جس سے حجت قائم ہوتی ہے اور نہ کرامت۔[91]

فرمایا اور مزید اس قسم میں کوئی سچا مرد اور امانت دار لایا ہی نہیں جا سکتا بلکہ یہ جھوٹ تو ان کی نشانی ہے اور تقیہ و نفاق ان کی عادت ہے۔ انتهى

---

(90) صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، برقم: 1. 48/20

(91) ميزان الاعتدال، حرف الألف، من اسمه آبان: 1. 29/30

تو جب یہ بات بابِ روایت میں ہے باوجودیکہ وہ بلااختلاف شہادت سے زیادہ کشادگی کا حامل ہے۔

اسی بناء پر شہادت میں شرط ہے آزاد ہونا، عدد کا ہونا، بعض جگہوں میں مذکر کا ہی ہونا، تو اس بارے میں تیرا کیا گمان ہے جو حالات کے اعتبار سے عظیم تر ہو اور احتیاط کے اعتبار سے بہت ہی تنگ ہو۔

اور قاضی عیاض نے ''شفاء شریف" میں فرمایا: صحابہ کو گالی دینا اور اُن کی تنقیص حرام ہے ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ فرماتے ہیں: امام مالک نے فرمایا: جس نے یہ کہا کہ اُن (صحابہ) میں سے کوئی گمراہی پر ہے تو اُسے قتل کر دیا جائے اور جو انہیں گالی دے اُسے سخت سزا دی جائے، اور امام مالک سے یہ مروی ہے آپ نے فرمایا: جو انہیں گالی دے تو اس کا مالِ فَئ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا جس نے (صحابیِ رسول) حضرت مقداد بن اسود کو گالی دی تھی جب ان سے اس کے بارے میں گفتگو کی گئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تاکہ کوئی دوسرا شخص کسی صحابیِ رسول کو گالی دینے کی جرات نہ کر سکے۔

اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابو مطرف نے اس شخص کے بارے میں بڑا سخت حکم صادر کیا ہے جس نے عورت کو رات میں قسم کھانے سے منع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر بنت ابو بکر صدیق بھی ہوتیں تو دن میں ہی قسم کھاتیں۔[92]

حضرت ابو مطرف کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ بنت ابو بکر صدیق کی شان میں ایسے کلمات کہنے کی وجہ سے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے خوب خوب زدوکوب کیا جائے اور اسے طویل مدت تک قید کر دیا جائے۔ اور بعض حضرات جو کہ فقہ میں ادراک رکھتے ہیں انہوں نے اس قول میں تاویل کرنے کی کوشش کی ہے۔[93]

حضرت ابو مطرف کہتے ہیں کہ وہ شخص جس نے اس کے قول میں تاویل کرنے کی کوشش کی ہے اس کا تعلق "فسق" سے تو ہو سکتا ہے مگر ''فقہ'' سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں اس کی جانب پیش قدمی کی جانی چاہیے، اس کی زجر و توبیخ کی جانی چاہیے اور ایسے شخص کا نہ تو فتویٰ قبول کیا جائے[94] اور نہ ہی شہادت اور یہ اس کے بارے میں مکمل جرح ہے اور اُس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بغض رکھا جائے تو اگر یہ سب وعیدیں اس سے یہ سب وعیدیں اس شخص کے بارے میں صادر ہوئیں جس نے نہ تو گالی دی اور نہ ہی ان کی عزت کے درپے ہوا بلکہ صرف اس شخص کے قول کی تائید کی جو درپے آزار ہوا تو اندازہ کرو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے توہین و تنقیص کی اور ان کی عزت کے درپے ہوا اور گالی دی۔ ان سب باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ وہ شخص فاسق اور گناہ عظیم کا مرتکب ہوا اس شخص کے لئے کوئی چارہ کار نہیں سوائے اس کے کہ اسے سزا دی جائے اور جس کے اندر یہ بات پائی جائے قطعی طور پر اس کی شہادت قابلِ اعتنا نہ ہوگی۔

---

(92) الشفا بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث: في حكم من سب الله تعالى وملائكته ... إلخ، فصل وسب آل بيته إلخ، ص 419۔421

واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک قاضی کے پاس ایک ایسی عورت پر مقدمہ دائر کیا گیا جس پر قسم کھانا ضروری تھا اور وہ باحیا پاکیزہ خیالات والی پردہ نشین عورت تھی اس نے رات کی تاریکی میں قسم کھانے کی اجازت طلب کی تو قاضی نے اس کو اجازت مرحمت کر دی مگر اس شخص نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ رات میں نہیں بلکہ دن میں قسم کھانی ہے اور اگر بنت ابو بکر بھی ہوتیں تو وہ دن میں قسم کھاتیں۔

(93) اس منکر کا مقصد صرف کلام میں تاکید پیدا کرنے کا تھا نہ کہ حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی کرنے کا اور نہ ہی اس نے توہین و تنقیص کا ارادہ کیا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کریں تو ان کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(94) الشفا بتعريف حقوق المصطفى الباب الثالث: في حكم من سب الله تعالى وملائكته... إلخ، فصل وسب أل بيته إلخ، ص 421

پھر جو یہ خیال کرے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گستاخ کو قبول کیا جاسکتا ہے مختلف جہات اور تاویلات کی بنیاد پر تو جان لینا چاہیے کہ یہ بات قطعا غلط ہے اور شیخین تو اس سے خارج ہی ہیں۔ پس اگر ان کی تاویل محض یہ ہو کہ اس میں جو شامل ہوا فتن میں اور قتل کیا عثمان کو اور قتل کیا علی کو اور شیخین مبرا ہیں اس سے قطعی طور پر اسی لئے جھگڑا پیدا ہوا ان دونوں (یعنی شیخین) کے گستاخوں کی تکفیر کے بارے میں اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے گستاخوں کے بارے میں نہ کہ دیگر صحابہ کے گستاخوں کے بارے میں ان کی تاویل باطل محض ہے اور مردود ہے ان پر۔ یہاں پر ہمارا ارادہ ان پر حجت قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ہم نے اپنا مقصد بیان کر دیا اور جسے دین کی سمجھ اور ہلاکت خیز امور سے بچنے کی توفیق ملی ہے ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل و کرم اور جود و سخا مانگتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت امام تقی الدین سبکی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام بکر ہے " غيرة الايمان الجلي لابي وعمر وعثمان وعلي "، (ایمان کی واضح غیرت ابو بکر و عمر، عثمان اور علی) ہے جس میں انہوں نے بڑی نفیس اور دلائل سے پر گفتگو کی ہے اور اس مسئلہ کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کتاب کے لکھنے کا سبب یہ بنا کہ ایک رافضی نے بر سر عام شیخین و عثمان اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کو گالی دی جب اس کو توبہ کرنے کو کہا گیا تو اس نے انکار کیا تو مالکی نے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا اور اُسے قتل کر دیا گیا اور امام سبکی نے ان کی تائید فرمائی اور ان کے فیصلہ کی تصدیق میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں انہوں نے جو فرمایا اس کی تلخیص کچھ یوں ہو گی کہ ہمارے اصحاب میں سے قاضی حسین نے اس شخص کے بارے میں جس نے خلفاء اربعہ میں سے کسی کی توہین و تنقیص کی دو قول ذکر کئے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ امت اسلامیہ کا ان کی امامت پر اجماع قائم ہو چکا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی تفسیق کی جائے گی یعنی اس کو فاسق قرار دیا جائے گا اور اس کی تکفیر سے احتراز کیا جائے گا۔ پھر علماء احناف کے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں بعض میں تکفیر کا قول ہے اور بعض میں تضلیل کا۔ پھر امام سبکی نے تکفیر کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس کے بہت سے اسباب کو بھی بیان کیا ہے یوں ہی مالکیہ اور حنابلہ کے بھی بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ پھر کہا کہ محمد بن یوسف فریابی سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ کافر ہے پھر پوچھا گیا کہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جواب دیا کہ نہیں اور کہا حضرت احمد بن یوسف اور ابو بکر بن ہانی بھی رافضیوں کی تکفیر کرتے ہیں اور وہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ کہ وہ مرتد ہیں یوں ہی کوفہ کے امام حضرت عبداللہ بن ادریس کوفی نے بھی کہا ہے کہ رافضی کو حق شفعہ حاصل نہیں ہے شفعہ صرف اور صرف مسلم کے لئے ہے اور امام احمد نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دینے والا زندیق ہے اور کہا کہ صحابہ کو گالی دینے والوں کی جس نے تکفیر نہ کی وہ سب کے سب (گستاخ) فاسق ہیں اور حضرت عبدالرحمن بن ابزی بھی ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دینے والوں کو وجوباً قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ (پھر فرمایا امام سبکی نے) علماء کرام کا اتفاق فیصلہ نقل فرمایا ہے کہ جس نے کسی صحابہ کو گالی دی نار وار کھا وہ کافر ہے اس کے لئے اس کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ وہ جرم عظیم و فسق ہے اور حرام و فسق کو حلال جاننا کفر ہے۔ مزید یہ بھی کہا کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حرام کو حلال جاننا اُس وقت کفر ہے جب کہ اس کی حرمت ضروریات دین سے معلوم ہو تو کہا کہ صحابہ کو گالی دینے کی حرمت بھی تو ضروریات دین سے ہے۔

پھر طویل کیا انہوں نے اپنی اس تقریر کو اور پھر دہرایا اس کو اپنے آپ پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اختیار کیا انہوں نے شیخین اور حسنین کے گستاخ کو کافر قرار دینا اگرچہ وہ اسے جائز نہ جانے۔ پھر کہا میں کہتا ہوں پس جرم کیا قاضی حسین نے کتاب الشہادات میں گستاخ صحابہ کے فاسق ہونے پر اور اس معاملہ میں اس کے خلاف کچھ نہیں نقل کیا اور اسی طرح ابن صباغ نے الشامل وغیرہ اور نقل کیا گیا ہے امام شافعی سے کہ انہوں نے ترجیح دی عدم کفر کے قول کو۔ میں کہتا ہوں یہ ایک نہیں بلکہ دو مسئلے ہیں۔ پہلا جو مذکور ہے باب الشہادات میں مطلقا صحابہ کی گستاخی کے بارے میں اور دوسرا جو مذکور ہے

باب الامامت میں جو متعلق ہے شیخین اور ختنین کی گستاخی کے ساتھ اور اس کی دو جہتیں ہیں کفر اور فسق اور کہا کہ کوئی نہیں ہے انکار کرنے والا کہ مطلقا صحابہ کی گستاخی کرنے والا فاسق ہے مگر خاص ان چار کی گستاخی کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کفر ہے یا فسق۔ پھر کلام کے آخر میں فرمایا ہم خلاصہ کر دیتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کی گستاخی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق کفر ہے اور اس کی تخریج میں کہا امام مالک اور امام احمد کے نزدیک زندیق ہے۔

"ختم شد"

فرع: الروضه فی الوصیه میں کہا گیا ہے اگر وصیت کی جائے لوگوں میں سب سے جاہل کے لئے ؟ رویانی نے بیان کیا اس کو خرچ کرنا مشرکوں پر۔ کہا اگر مسلمان کہلانے والے ملیں تو پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے گستاخوں پر۔

ماخذومراجع

البحر الزخار المعروف بمسند البزار للحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن عمر و بن عبد الخالق البزار (ت 292ه) ، مطبوعة : مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة، 1423ه، 2003م

التفسير الكبير للإمام فخر الدين محمد بن عمر بن حسينالرازي (ت 606ه) ، مطبوعة : دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة 1420ه، 1999م

الجامع لشعب الإيمان، للإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (ت 458 ه) ، مطبوعة : مكتبة الرشد ، الرياض، الطبعة الأولى 1423ه، 2003م

الشفا بتعريف حقوق المصطفى للإمام القاضي أبي الفضل عياض بن موسى المالكي (ت 544) ، مطبوعة : دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى 1424ه، 2003م

القرآن الكريم ، كلام الله عز وجل

المجموع شرح المهذب للإمام أبي زكريا يحي بن شرف النووى الدمشقى الشافعي (ت 676ه)، مطبوعة : دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى1422ه، 2001

المستدرك على الصحيحين للإمام أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (ت 405ه)، مطبوعة : دار المعرفة ، بيروت، الطبعة الثانية1427ه، 2006م

المعجم الأوسط للإمام الحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (ت 405ه)، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى هـ .
٩م

المعجم الكبير للإمام الحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (ت 360ه) ، مطبوعة : دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1420ه، 1999

المهمات في شرح الروضة والرافعي للإمام جمال الدين عبد الرحيم الأسوى (ت772ه)، مطبوعة : دار ابن حزم ، بيروت، الطبعة الأولى 1430ه، 1429م

بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث للإمام الحافظ نور الدين على بن سليمان ابن أبي بكر الهيثمي الشافعي (ت 807ه) ، مطبوعة : مركز خدمة السنة والسيرة النبوية، المدينة المنورة، الطبعة الأولى 1413ه.، 1992م)

تفسير المظهرى للقاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفي المظهري النقشبندى (1225ه) ، مطبوعة : دار إحياء التراثالعربي، بيروت، الطبعة الأولى 1425ه. 2004م

جامع البيان في تأويل القرآن للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري (ت 310ه) ، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الرابعة 1426ه.، 2005م

حلية الأولياء للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني (ت 430ه) ، مطبوعة : دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى 1421ه، 2001م

خزائن العرفان لصدر الأفاضل السيد محمد نعيم الدين مراد آبادى الحنفى (ت 1367ه)

روح المعاني للإمام أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادى (ت 1270ه) ، مطبوعة : دار إحياء التراثالعربي، بيروت، الطبعة الأولى 1420ه. 1999م

روضة الطالبين للإمام أبي زكريا يحي بن شرف النووى الدمشقي الشافعي (ت 676ه) ، مطبوعة : المكتبة التوفيقية، القاهرة

سنن ابن ماجة للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني (ت 275ه) ، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى 1419ه.، 1998م

سنن أبي داود للإمام الحافظ أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني الأزدي (ت 275هـ)، مطبوعة : دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى 1418هـ. 1998م

سنن الترمذي للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذى (ت 279هـ)، مطبوعة : دار الكتبالعلمية، بيروت، الطبعة الأولى 1421هـ .2000م

شرح السنة لأبي محمد الحسين بن مسعود البغوي (ت 516هـ)، مطبوعة : دار الكتباالعلمية، بيروت، الطبعة الثانية 1424هـ. 2003م

صحيح البخاري للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم البخاري (ت 656هـ)، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت، 1420هـ.ـ1999م

صحيح مسلم للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (ت 261هـ)، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت

صراط مستقيم رتبه اسماعيل دهلوى (ت 1246هـ) كشف الأستار عن زوائد البزار للحافظ نور الدين على بن أبي بكر الهيثمي (807هـ)، مطبوعة : مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى 1399هـ. 1979م

كنز الإيمان للإمام أحمد رضا خان الحنفي (ت 1340هـ) كنز العمال للعلامة علاء الدين على المتقى بن حسام الدين الهندي (ت 975هـ)، مطبوعة : دار الكتب العلميةبيروت، الطبعة الثانية 1464هـ . 2004م

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، للحافظ نور الدين على بن أبي بكر بن سليمان الهيثمى المصرى (ت807هـ)، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى 1422هـ. 2001م

مرأة المناجيح للعلامة المفتى أحمد يار خان الحنفي النعيمي ت 1391هـ)، مطبوعة : قادرى پبلشرز، لاهور، طباعت : 2009م

مسند أبي يعلى للإمام أبي يعلى أحمد بن على التميمي الموصلي (ت 307هـ)، مطبوعة : دار المعرفة، بيروت، الطبعةالأولى 1426هـ. 2005م

مسند إسحاق بن راهو يه للإمام أبي يعقوب إسحاق بن إبراهيم المروزي (ت 238هـ)، مطبوعة : مكتبة الإيمان، المدينة المنورة، الطبعة الأولى 1412هـ1991

ميزان الاعتدال في نقد الرجال للإمام شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي (ت 748هـ)، مطبوعة : دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية 1424هـ2003م